اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مقام و مرتبہ کا تاریخی تحقیقی تجزیہ

Analytical Study of the Scholarly Position and Status of Umm Al-Muminin Hazrat Ayesha Siddiqa (R.A) A Historical Analysis

*ڈاکٹر سہیل اختر

**ڈاکٹر نسیم اختر

Abstract

This research paper is basically a brief overview of the explanation of Ayesha's scholarly position. It is undoubted fact that Hazrat Ayesha was a great scholar and intellectual of Islam. She was not only the first lady of Islam but also acquired privilege over various companions of prophet due to her prior position. She was also superior to many male companions because of his scholarly status. This research paper makes it clear that Hazrat Ayesha is regarded as a mujtahid and her scholarly services are enviable. She was the witness of the scientific progress and innumerable events that took place in the early days of Islam. She possessed the highest memory including education and training, knowledge and grace, speech, oratory, linguistics. Her scholarly position can also be gauged from his narration of hadith. Sheikhs agree on many of them. This research paper highlights the scholarly position of Hazrat Ayesha and her scholarly services.

Keywords: *Hazrat Ayesha, First lady, Scholar, Intellectual, Islam.*

تعارف

دنیا کی طرف انسان کی رغبت اطبعی امر ہے یہی وجہ ہے کہ انسان شبانہ روز اس کے وسائل جمع کرنے میں مگن ہے اس کی تمام تر کوششیں دنیاوی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے میں صرف ہونے لگیں دنیا کی عارضی زندگی کے لیے دائمی حیات کی طرح کوششیں ہونے لگیں۔اسباب و وسائل کے بڑھانے میں ایک دوسرے سے بڑھنے میں مقابلے کی کیفیت رہی وسائل کی بہتری پر فخر کیا جانے لگا معاشی ذرائع میں جائز وناجائز اپنے اور بگانے کا فرق ختم ہو گیا چھینا جھپٹی، قتل وغارت گری، ڈاکہ زنی، رشوت ستانی، غرض مال بنانے کے کسی ذریعے سے دریغ نہیں کیا جانے لگا۔ان

*لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان، پنجاب

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور

حالات کو دیکھ کر یہ سوال اٹھتا ہے ہے کہ انسان شرافت، فہم و فراست، اور شعور کے باوجود اس قسم کی نازیبا حرکات کا مرتکب کیوں ہو رہا ہے؟ انسان کے ذہن میں اٹھنے والے اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے انسانی نفسیات کے عین مطابق اختصار کے ساتھ اس کا جواب ذکر کیا ہے: انسان کی تگ و دو اور جد و جہد کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان وسائل کی بہتات کو عزت اور ان میں کمی کو ذلّت کہتا ہے یعنی انسان کی عزّت و ذلت کا معیار دولت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان نے ان وسائل کو جتنی اہمیت دی اور انہیں زندگی کا نصب العین سمجھا اللہ تعالیٰ نے اُتنی ہی مذمّت اور بے رغبتی کو ذکر کیا۔ لیکن انسان کی یہ سوچ حقیقت سے کوسوں دور ہے کیونکہ عزّت کا منبع اور محور اللہ کی ذات ہے جس جس کا تعلق اللہ کی ذات جڑتا جائے گا جو وہ عزیز ہوتا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب انبیاء کو حاصل ہے جنہیں پیغام رسانی کے لیے اللہ کی طرف سے منتخب کیا گیا اور وہ براہ راست اللہ کی نگرانی میں اُن ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے اس لیے انہیں بھی عزّت سے نوازا گیا نہ صرف ان کو بلکہ ان کے متبعین کو اس میں سے وافر حصّہ دیا۔ ان کے اہل و عیال کو دوسروں سے ممتاز حیثیت دی ان کی ازواج کی تطہیر قرآن میں ذکر کی ان کو خود اللہ تعالیٰ نے نبی کی بیویاں بتایا، دوسری عورتوں سے الگ تھلگ حیثیت دی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی ازواج کو امّت مسلمہ کی مائیں ہونے کے اعزاز سے نوازا یوں تو تمام ازواج احترام اور تعظیم کے لائق ہیں لیکن فرق مراتب کے اُصول کے تحت ان میں سے دوسری ازواج کی بنسبت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو جو مقام اور مرتبہ حاصل ہوا شائد ہی دیگر ازواج میں سے کسی کے حصے میں آیا ہو آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی اور رسول اللہ ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ اور علمی مقام و مرتبے کی حامل خاتون تھیں۔ وہ نیک سیرت ہونے کے ساتھ ساتھ عالمہ فاضلہ اور اجتہاد کے درجے پر فائز تھیں۔ آپ کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جو ابتدائے اسلام میں وقوع پذیر بیشتر واقعات کے چشم دید گواہ ہیں۔ اپنے علمی مقام و مرتبے کی بنیاد پر صحابہ کرامؓ ان سے رہنمائی حاصل کرتے تھے جب کسی مسئلے میں مختلف آرا ہوتیں تو ان پر غور و خوض کے بعد اکثر ان کی رائے کو ہی حتمی سمجھا جاتا تھا۔ اس تحقیقی مضمون میں حضرت عائشہ کی شخصیت، کردار، اور علمی مقام و مرتبے پر بحث کی جائے گی مشہور مستشرق ولیم میور آپ کے بارے کہتا ہے کہ: وہ ایک ایسے انسان کامل کی بیوی ہیں جس کی نظیر لانے سے دنیا پہلے بھی عاجز رہی اور بعد میں بھی عاجز رہے گی۔[1]

حضرت عائشہؓ کی سیرت و بصیرت سے انکار ممکن نہیں آپ کا شمار عرب کی معتبر خواتین میں ہوتا تھا ہے۔ فہم و فراست قریشی خواتین میں سے کوئی عورت بھی آپ کے ہم پلہ نہیں رسالت مآب ﷺ کی سب سے زیادہ قربت کا اعزاز بھی آپ ہی کو حاصل ہوا ہے۔ آپ اس قدر نیک سیرت اور باکردار خاتون تھیں[2] بدترین دشمن بھی آپ پر الزام لگانے سے قاصر رہے۔ آپکی نیک سیرت اور باکردار ہونے کی گواہی دیتے ہوئے ولیم میور اپنی کتاب لائف آف

محمد ﷺ میں لکھتا ہے: عائشہ کی ماقبل اور مابعد کی زندگی واضح طور پر یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ لگائے گئے ناپاک الزام سے بری الذمہ تھی۔[3]

نام، نسب اور ولادت

آپ کا نام عائشہ، کنیت ام عبداللہ ہے چونکہ آپ کی اولاد تو تھی نہیں اس لئے مؤرخین نے اس کنیت کے اختیار کرنے کے بارے میں دو قول لکھے ہیں: **پہلا قول** یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بیٹے عبداللہ کی طرف منسوب ہے۔ اور **دوسرا قول** ہے کہ یہ: حضرت اسماء کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کی طرف منسوب ہے جو آپ کے خالہ زاد ہیں ابتداءً آپ نے کوئی کنیت نہیں اختیار نہیں کی چونکہ یہ عرب کے شرفاء کا رواج تھا اس لئے حضور ﷺ کے کہنے پر آپ نے یہ کنیت اختیار کی اور بعض روایات کے مطابق اس کنیت کا انتخاب خود نبی کریم ﷺ نے کیا۔ جب کہ لقب امّ المؤمنین، حمیراء، موفقہ اور صدیقہ ہے والدہ کا نام زینب اور کنیت ام رومان تھی ان کی پہلی شادی عبداللہ ازدی سے ہوئی تھی ان کی وفات کے بعد آپ کی شادی حضرت ابو بکر صدّیقؓ سے ہوئی۔ حضرت عائشہؓ حضرت اسماء کی چھوٹی بہن اور عبداللہ بن زبیر کی خالہ ہیں۔ آپ کی ولادت نبوّت کے چوتھے یا پانچویں سال ہوئی۔ دیگر بچیوں کی طرح آپ کا بچپنہ بھی کھیل کود میں گذرا لیکن اس کے باوجود آپ کی تربیت میں کو کمی نہیں کی گئی اور کمی ہو بھی کیسے سکتی ہے آپ کی ولادت جس گھرانے میں ہوئی ہے وہ پیغمبر دو عالم ﷺ کی ہدایت کی ضیاء پاشیوں کا مرکز تھا۔ بے راہ روی اس گھر کے پاس بھی نہیں بھٹکی آپؓ کی اس گھرانے میں آمد و رفت رہتی اور ان کے ہاں تعمیر شدہ مسجد میں جب آپ عبادت کرتے قرآن پاک کی تلاوت ہوتے تو یہ بھی وہاں موجود رہتیں اور فیض حاصل کرتیں چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جب میں نے شعور سنبھالا اپنے والدین کو مسلمان پایا یہ آپؐ کی آمد و رفت کا نتیجہ تھا کہ یہ گھرانہ آغوش رحمت کا حصہ بنا اور پھر اس میں اتنا ترقی کرتا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے "ثانی اثنین" کے لقب سے نوازا، یار غار و مزار کے شرف حاصل ہوا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور حکم کی بجاآوری میں تادم مرگ کوئی سبقت نہ لے جاسکا یہاں تک کہ اس کی گھرانے کی چھوٹی بیٹی کو حرم نبوّت میں شامل کا اعزاز نصیب ہوا۔

نکاح

تاریخ سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ اسلام سے قبل عربوں کی زمین کُفر و ضلالت کے اندھیروں میں ڈوب چکی تھی، اخلاقی گراوٹ کے اس مقام پر تھی جسے دنیا آج بھی بطور مثال ذکر کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت سے دینِ اسلام کے نور کی مدھم کرنیں عرب کی سرزمین کو روشن کر چکی تھیں، جس کی ضیاء پاشیاں بکھرنا شروع ہو چکی تھیں جہاں جہاں اس نور کی روشنی پڑتی گئی وہاں وہاں سے ظلمت اور کدورت چھٹنا شروع ہو چکی تھی۔ نبوّت کی باران رحمت سے اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ بیج کا پھوٹنا شروع ہو چکا تھا جو دیوانہ وار اس ابر کرم کے گرد جمع ہو رہے تھے جن میں سر

فہرست صدیق اکبرؓ تھے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ صدّیق اکبرؓ حضرت عائشہؓ کی پیدائش سے قبل اسلام قبول کر چکے تھے آپ کی پرورش ابتداء سے ہی مسلمان گھرانے میں ہوئی عمر کے اعتبار سے آپ حضرت فاطمہؓ سے 8 سال چھوٹی ہیں۔ ہجرت سے تین سال قبل جب حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ غمزدہ رہنے لگے آپ کی اس پریشانی کو دیکھ حضرت خولہ بنت حکیم نے آپ کو نکاح کا مشورہ دیا جسے آپ نے قبول کیا تو انہوں نے آپ کے سامنے بیواؤں میں سے حضرت سودۃ بنت زمعہ اور کنواریوں میں حضرت عائشہؓ کے نام پیش کیے۔ آپ نے حضرت عایشہ کا انتخاب کیا اور حضرت خولہ کو پیغام دے بھیجا وہ یہ پیغام لے کر صدّیق اکبرؓ کے پاس گئیں لیکن صدّیق اکبرؓ ان کا رشتہ جبیر بن مطعم کے بیٹے سے طے کر چکے تھے چنانچہ انہوں نے اپنی بیٹی کے رشتے کے بارے ان کی رائے جاننے کے لیے پیغام بھیجا چونکہ انہوں ابھی تک اسلا مقبول نہیں کیا تھا اس لئے انہوں نے اسے رد کر دیا جب آپ کو ان کو ان کے جواب سے عدم نکاح کی تسلی ہو گئی تو آپ نے اپنی بیٹی کے لیے آپ ﷺ کے نکاح کے پیغام کے قبول کیا اور شوّال کے مہینے میں نکاح ہوا عربوں میں اس مہینے کو منحوس سمجھا جاتا تھا بعض تاریخی روایات میں اس کی یہ وجہ ذکر گئی ہے کہ: اس مہینے میں طاعون کی وباء پھوٹی تھی جس میں ہزاروں نے اپنی جانوں سے ہاتھ دھوئے تھے اس کے بعد عربوں میں یہ مہینہ نحوست کی علامت سمجھانے لگا اور عرب اس میں خوشی کی تقریبات سے اجتناب کرنے لگے ممکن ہے ماہ شوال میں نکاح کے انعقاد سے اس تصور کو ختم کرنا مقصود ہو مشہور قول کے مطابق نکاح کے وقت انکی عمر 9 سال تھی اور نکاح حضرت ابو بکر صدّیقؓ نے خود پڑھایا اور ہجرت کے پہلے سال رخصتی ہوئی بقیہ زندگی ام المومنین کی حیثیت سے گزاری۔ جب کہ ابن سعد کی روایت کے مطابق شادی کے وقت آپ کی عمر 12 یا 13 سال تھی۔ یہ جوڑہ جس کا میلاپ حکم خداوندی سے ہوا ان میں محبّت، ہم آہنگی، مزاج شناسی، اور بے تکلفی مثالی تھی روایات میں ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کو ہر بات بغیر کسی تکلّف کے کہدیتیں، اور آپ ﷺ بھی ان کو محبت کی وجہ سے "عائش یا عویش" کہہ کر پکارتے تھے۔ رسالت مآب ﷺ کو پریشان کرنے کے لیے جب منافقین نے طوفان بد تمیزی برپا کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ تطہیر میں 17 آئتیں نازل کیں جو سورۃ نور میں "افک" کے عنوان سے مذکور ہے جس کی کڑواہٹ آج بھی ہر پڑھنے والا محسوس کرتا ہے آپ ان دنوں کے غم کی شدّت کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کا تو انداز ہی بدل گیا تھا اور میری کیفیت یہ تھی کہ میری آنکھوں نے نیند کا سرمہ تک نہیں لگایا تھا یعنی اس قدر پریشان تھی کہ نیند نہیں آتی تھی، دوران سفر ازواج میں سے کسی ایک کو ساتھ لے جانا آپ کا معمول تھا غزوہ حسب معمول غزوہ "بنی مصطلق" جاتے وقت آپ نے ازواج میں سے حضرت عائشہ کا انتخاب کیا انہوں نے جاتے وقت اپنی بہن حضرت اسماء سے ہار مستعار لیا جو واپسی پر گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تلاش کرنے کا حکم دیا اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا لیکن ہار نہیں ملا جب نماز کا وقت تنگ ہوا تو صحابہ کرامؓ کو پانی کے فقدان اور وقت کی تنگی نے پریشان

ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پریشانیوں کو ختم کرنے کے لیے تیمم کا حکم نازل کیا، زندگی کے آخری ایام میں نبی کریم ﷺ کی جانب سے آپ کے حجرے کا انتخاب اور پھر رحلت حضرت عایشہؓ سے آپ کی محبّت اور وفا کی غماز ہے، اور آپؓ اس لئے بھی خاص مقام رکھتی ہیں کہ آپؓ کے حجرہ کو نبی کریم ﷺ کا مدفن بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب امہات المومنین کے لیے وظیفہ مقرر کیا گیا تو حضرت عائشہ کا وظیفہ 12 ہزار درہم مقرر کیا۔

وِصال

بد قسمتی سے دُشمنان اسلام نے جس طرح آپ کی زندگی میں آپ کی شان کو مجروح کرنے کے لیے آپ پر تہمت لگائی جسے قرآن کریم نے اِفک سے تعبیر کیا اور سخت تنبیہ کے بعد سزائیں ذکر کیں۔ اسی طرح آپ کی وفات کے بارے میں بھی طرح طرح کے من گھڑت واقعات بیان کئے جن کا بنیادی مقصد تو صحابہ کرام جو مسلمہ اور معتمد شخصیات ہیں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانا ہے اور اُن کی باہمی اُلفت کو بیان کرنے کی بجائے ان کے مشاجرات کا ذکر کر کے نوجوان اور سادہ لوح مسلمانوں کو متنفّر کرنا ہے اس لئے آپ کی وفات کے بارے میں مختلف واقعات گھڑے گئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آخر عمر میں آپ اور حضرت معاویہؓ کے یزید کی بیعت کے معاملے تعلقات کشیدگی کا شکار ہوئے کیونکہ آپؓ یزید کی بیعت پر سخت نالاں تھیں اس لیے حضرت معاویہؓ کا احترام کا پاس رکھے بغیر ان کے پاس جا کر شدید احتجاج بھی کیا حضرت معاویہ ان کے اس عمل سے خوش نہیں تھے اس کا بدلہ لیتے ہوئے انہوں نے آپؓ کو قتل کیا پھر قتل کے دو طریقے بیان کیے پہلا یہ کہ انہوں نے زہر دیا اور دوسرا یہ کہ ایک گڑھا کھدوایا جسے مختلف چیزوں ڈھانک دیا اور پھر انہیں آنے کی دعوت دی جس میں گر کر ان کا انتقال ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب موضوعی روایات ہیں آپ کا انتقال اپنے گھر میں ہوا اور انتقال سے قبل حضرت ابن عباسؓ کا آنا بھی بخاری کی روایت میں مذکور ہے حضرت عائشہ کا وصال 58 ہجری کو 79 سال کی عمر میں ہوا اس وقت حکمران حضرت امیر معاویہؓ تھے وصیت کے مطابق انکو جنت البقیع میں دفن کیا گیا ایک قول کے مطابق مدینہ کے گورنر مروان بن حکم نے اور دوسرے قول کے مطابق حضرت ابو ہریرہؓ نے بعد از وتر ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یوں عزّتوں اور شرافتوں کا باب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا آپ کی رحلت کے بعد ایسی جامع صفات والی عورت کا پایا جانا ناممکن ہے۔

اوصاف:

آپؓ کی متعدّد شادیاں مسلّمہ حقیقت ہے جن پر بے جا اعتراضات کیے گئے اور مستشرقین نے تحریر اور تقریر کے ذریعے اس کو خوب اچھالا اور صفحات کے صفحات لکھے اور حقیقت سے ہمیشہ پہلو تہی کرتے رہے۔ کیونکہ کثرت نکاح کا مقصد ازواج کے واسطے سے عورتوں کی دینی و دنیوی راہنمائی مقصود تھی جو ان ازواج نے آپ کے رحلت کر جانے کے بعد احسن طریقے سے کی۔ اس لئے آپ نے زوجیت کے لیے جن عورتوں کا انتخاب کیا وہ دیگر عورتوں سے ہر

اعتبار سے ممتاز تھیں ان کا خلاق، کردار، حسن معاشرت، جرات و بہادری تقویٰ مثالی تھا تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ان باحیااور باکردار عورتوں میں حضرت عائشہ کا شمار بھی ہوتا ہے۔آپؓ عورت ہونے کے باوجود نمایااوصاف کی مالکہ تھیں حسن اخلاق، علمی رسوخ، جرات و بہادری، خطابت ،انساب، عربی ادب سمیت وہ تمام اوصاف جمیلہ جو شخصیت کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے کاملہ عورتوں میں آپ کا شمار کیاہے مؤرخین کے مطابق آپ دینی علوم پر خوب دسترس رکھتی تھیں۔ ایک قول کے مطابق شرعی احکام کا چھوتھائی اور دوسرے قول کے مطابق نصف حصہ آپ سے مروی ہے جو آپ کی علمی کمال اور خدمات کا بیّن ثبوت ہے

علمی مقام

حضرت ابو موسی اشعریؓ فرماتے ہیں : حضرت عائشہؓ علمی مقام رکھتی تھی۔

جامع ترمذی کی روایت ہے :

''ما اشکل علینا اصحاب محمد □ حدیث فسا لنا عائشة الا وجدنا عندنا منه علما:''

ہم کو جب بھی کوئی مشکل بات پیش آتی ہم حضرت عائشہ کے پاس تشریف لے جاتے۔اور وہ ہمیں ہمارے سوال کا جواب دیتی۔ [4]

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

''کانت عائشة اعلم الناس یسئلها الاکابر من اصحاب رسول الله □''

حضرت عائشہ سب سے بڑی عالمہ تھیں اور کبار صحابہ مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے ۔ [5]

عروہ بن زبیر کا بیان ہے:

مارأیت احد اعلم القران ولا بفریضة ولا بحلال ولا بفقة ولا بشعر ولا بطب ولا بحدیث العرب ولا نسب من عائشة۔

عروہ بن زبیر فرماتے ہیں: میں نے قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری, عرب کی تاریخ، انساب کا ماہر حضرت عائشہؓ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔حضرت عائشہ کا شمار عرب کے مجتہدین میں ہوتا ہے۔ [6]

امام زہری فرماتے ہیں:

''لو جمع علم الناس کلهم ثم علم ازواج النبی و کانت عایشة وسعهم علما''۔ [7]

اگر یوں کہا جائے کہ علمی اعتبار سے آپ حضرت عمر، حضرت علی ، عبداللہ بن مسعود، اور حضرت عبداللہ بن عباس کے ہم پلہ تھیں تو بے جا نہ ہوگا شیخین اور حضرت عثمان کے دور میں آپ دینی مسائل میں فتوے بھی دیے۔[8]

امام سیوطی نے اس حوالے سے ایک رسالہ لکھا ہے جو ان دقیق اعتراضات پر مشتمل ہے جن کے جوابات آپؓ نے دیے۔[9] علامہ ابنِ کثیر فرماتے ہیں آپ کے حجرے سے متصل علم وادب کی محفل ہوا کرتی تھی جسے آپ سنتی تھیں۔ آپ کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے ایک دن عورتوں کے لیے مختص کیا تھا جس میں آپ ﷺ سے مسائل پوچھے جاتے تھے۔ علمی حوالے سے انہیں کوئی مسئلہ اس لیے بھی نہیں تھا کہ صاحب شریعت ان کے گھر میں موجود تھے شبانہ وروز آپ کی صحبت میسر تھی۔[10] ایک مرتبہ صحابہ کرام نے آپ سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بارے دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا کیا تم لوگوں نے قرآن نہیں پڑھا اور پھر فرمایا ''کان خلقه القرآن۔ ایک دوسرے موقع پر آپ سے پوچھا حضور کی شانہ روز عبادت کے بارے پوچھا گیا آپ نے فرمایا : کیا آپ لوگوں نے سورہ مزمل نہیں پڑھی۔ صحابہ کرام کا نماز وسطیٰ کے بارے میں آراء مختلف تھیں جب آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس سے عصر کی نماز مقصود ہے۔[11] اس سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ آپ ہر مسئلے کے جواب کے لیے سب سے قرآن کے نص کی طرف رجوع کرتیں تھیں۔ ابتداء اسلام میں عورتیں باجماعت نماز کے لیے مسجد جایا کرتی تھیں جس کے لیے کڑی شرائط مقرر کی گئیں تھیں لیکن جب حالات بدلنا شروع ہوئے اور فتنہ اور فساد عام ہوا تو ان کو دیکھ کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اگر ان حالات میں آپ ﷺ حیات ہوتے تو عورتوں کے مسجدوں میں جانے پر پابندی لگا دیتے یہ واقعہ آپؓ کی فقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ کس طرح احکام کو زمان و مکان کے ساتھ احکام کی تطبیق کرتے ہیں۔ جب صحابہ کرام آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو ازواج مطہّرات نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت عثمانؓ کو بحیثیت سفیر حضرت ابو بکرؓ کے پاس ''فدک'' کی تملیک کے لیے بھیجا جائے جب اسکی خبر حضرت عائشہؓ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: وہ ہماری ملکیت نہیں بن سکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ترکہ صدقہ کیا جائے گا

روایت حدیث

حدیث شریعت اسلامی کا دوسرا ماخذ ہے اللہ کی طرف سے ہونے والی دو طرح سے تھی ایک وہ جس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے نازل کیے گئے یہ قرآن کریم ہے اور دوسرا وہ جس کا معنی اور مفہوم اللہ کی طرف سے ہو لیکن الفاظ نبی کریم ﷺ کی جانب سے ہوں وحی کی یہ قسم حدیث کہلاتی ہے۔ اب مسلمان کہلانے کے لیے دونوں پر ایمان اور دونوں کی حفاظت ضروری ہے۔ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی اور حدیث کی حفاظت صحابہ

کرام نے کتابت اور حفظ سے کی اس دور اوّل میں مرد و زن آپ ﷺ سے حدیث سننے اور روایت کرنے میں انہماک سے کام لیا کچھ افراد ہمہ وقت بارگاہ رسالت میں حاضر رہتے اور بعض جو روز مرّہ کے کاموں میں مصروف تھے انہوں نے باری مقرر کی ہوتی ان میں سے بعض لکھتے اور بعض یاد کرتے غرض حدیث پڑھنے لکھنے یاد کرنے اور اسے رویت کرنے میں ہر قسم کی کوتاہی سے اجتناب برتتے ان میں حضرت عائشہؓ بھی پیش پیش رہیں تمام تر احتیاط کے باوجود آپ سے مجموعی طور پر دو ہزار سے زائد احادیث مروی ہیں امام بخاریؒ نے ان روایات میں سے چوّن جب کہ امام مسلم نے 120 مستند احادیث کو روایت کیا ہے۔ حدیث کی روایت میں ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ روایت کی جانے والی حدیث قرآن کے خلاف نہ ہو۔ مثال کے طور پر جب ان کے سامنے یہ حدیث ذکر کی گئی میت پر ورثا کے نوحہ کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ آپ نے اسے صرف اس وجہ سے درست تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ یہ اس نص قرآن کے خلاف ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کوئی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا[12] آپ کا شمار حدیث نبویؐ کے پانچ بڑے راویوں میں ہوتا ہے اور خواتین میں آپ پہلے نمبر ہیں نیز آپ کا شمار ان سات نامور صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو خلافت راشدہ کے دور میں فتویٰ دیا کرتے تھے آپ فتویٰ بھی دیتیں اور دوسرے مفتیوں کے فتووں پر نقد بھی کرتیں اجتہاد کا حق پورے اعتماد کے ساتھ استعمال کرتی تھیں۔

تفسیر قرآن

قرآن کریم مسلمانوں کے لیے دستور کی حیثیت رکھتا ہے جس کی دفعات دائمی اور واضح ہیں اس لیے ہر دور کے مسلمانوں نے اسے پڑھنے اور سمجھنے کی محنت کی اور ہر دور میں قرآن کریم کے الفاظ اور اس کے مقصد کی وضاحت میں اپنی زندگیاں کھپا دیں اور تدبر قرآن کی جو دعوت انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جا بجا دی گئی ہے پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے۔ یہ تدبر ہی کا نتیجہ ہے کہ مفسرین نے قرآن کریم کا مطالعہ مختلف پہلوؤں کیا اس کا تسلسل نبی کریم ﷺ سے شروع ہوا آپ کے بعد صحابہ کرام نے اس میدان میں کمال جوہر دکھائے جو درحقیقت آپ ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ اس میدان میں جس طرح مرد پیش پیش رہے اسی طرح عورتیں بھی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق برابر کا حصہ ڈالتی رہیں۔ حضرت عائشہ کا شمار بھی ان نامور عورتوں میں ہوتا ہے جو قرآن کریم اور اس سے وابستہ علوم کا ادراک رکھتی تھیں وہ مفسرہ تھیں اور احکام اسلام کی حکمت اور فلسفہ بیان کرنے میں امتیازی شان رکھتی تھیں بعض محققین نے انہیں ''علم اسرار دین'' کی بانیہ قرار دیا ہے یعنی احکام شرعیہ کی حکمت و فلسفہ بیان کرنے میں پہل انہوں نے کی ان ہی کے اسرار، رموز و حِکم کو بنیاد بنا کر امام غزالیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ جیسے فضلاء نے عظیم الشان دینی فلسفہ کی بنیاد رکھ دی اور اس پہلو کو خوب واضح کیا۔

قرآن کریم کے بنیادی مقاصد میں عقائد کی اصلاح ہے جن کی تفصیل قرآن کریم میں مختلف عنوانات سے کی گئی ہے

اور مخاطب کو سمجھانے اور اس کے ذہن میں بات کو اتارنے کے لیے عقلی نقلی دلائل ذکر کئے گئے جس کے لیے بعد کے زمانے میں مستقل مرتّب کیا گیا جو علم الکلام کے نام سے موسوم کیا گیا جس کی بنیاد نصوص میں پہلے سے پائی جارہی تھی۔ حضرت عائشہؓ قرآن و حدیث اور علم شریعت کے ساتھ ساتھ علم الکلام کے متعدد مسائل پر عبور حاصل تھا آپ نے عصمت انبیاء، معراج، ترتیب خلافت، کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ آپ کی تبحر علمی کا مظہر ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے قرآن کی ترتیب نزولی ، مدینہ میں اسلام کی کامیابی کے اسباب، غسل جمعہ ، نماز عصر کی فضیلت ، صوم عاشوراء کا ثواب، حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی خاص تشریح کی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؓ علم طب کی مہارت رکھتی تھیں یہ علم انہوں نے واردین سے سیکھا تھا صحت کے متعلق عرب کے اطباء جو کچھ بتاتے وہ ان روایات کو یاد کر لیتی تھیں۔ ان کی طبّی آراء خاصی اہمیت کی حامل ہیں خواتین ان سے بوقت ضرورت مشورے طلب کرتیں وہ انہیں طب کے حوالے سے مفید مشوروں سے نوازتیں۔ [13]

دیگر علوم اور فنون سے شغف

حافظے کے قوی ہونے کی وجہ سے علم تاریخ سے انہیں خاصا لگاؤ تھا اس حوالے سے وہ اپنا ثانی نہیں رکھتیں عربوں کے حالات کے رسم و رواج، انساب اور ان کی معاشرت کے متعلق بہت سے ایسے واقعات ہیں جنہیں ان کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا۔ اسلامی تاریخ سے متعلق متعدد واقعات مثلاً وحی کے نزول کیفیت ، ہجرت کے واقعات ،واقعہ افک، نزول قرآن ، نماز، حضور ﷺ کے مرض الموت کے حالات، غزوات، کا تذکرہ غزوات، نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ اور اس کے حالات، اور عورتوں کی بیعت، اور خلفائے راشدین کے ادوار کا تذکرہ فرمایا۔ آپ ادب میں بھی نمایاں حیثیت کی مالکہ تھیں انتہائی شیریں کلام اور فصیحہ و بلیغہ تھیں۔ ترمذی شریف میں موسی بن طلحہ کا قول ہے:

''مارأیت افصح من عائشة''

میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ فصیح اللسان کسی کو نہیں دیکھا۔

مسروق جو ان کے شاگرد تھے سے جب پوچھا گیا حضرت عائشہ فرائض کے معاملے میں کیسی ہیں اس فن کو جانتی ہیں انہوں نے جواب دیا : خدا کی قسم میں نے کبار صحابہ کرام کو ان سے فرائض کے مسائل دریافت کرتے دیکھا۔ [14]

زرقانی کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ خطابت میں آپؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے بعد تمام صحابہ کرام سے ممتاز تھیں متعدد موقع پر انہوں نے نہایت پر اثر خطاب کیا۔ جنگ جمل کے موقع پر آپ کی طرف سے کی جانے والی تقاریر کا کوئی جواب نہیں تھا جوش و خروش اور فن خطابت میں کوئی آپ کا ثانی نہیں تھا آپ کی خطابت، فصاحت اور بلاغت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں: میں نے کسی خطیب

کو ان کی طرح فصیح اور بلیغ نہیں دیکھا۔ جنگ جمل میں ایک تقریر کے دوران فرمایا لوگو خاموش ہو جاؤ خاموش ،خاموش تم پر میرا مادری حق ہے اور نصیحت کی عزت حاصل ہے سو جو شخص خدا کا فرمانبردار نہیں مجھ کو کوئی الزام نہیں دے سکتا اللہ کے نبی نے میرے سینے پر صبر کرتے ہوئے وفات پائی میں حضور صل وسلم کی محبوب بیوی ہوں۔ خدا نے مجھے دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا میری ذات سے مومن اور منافق میں فرق ہوا۔ میری وجہ سے تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔ میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دوکا دوسرا تھا یاد رکھو میرا باپ پہلا شخص ہے جو صدیق کے لقب سے مشہور ہوا۔ یاد رکھو حضور ﷺ نے خوش ہو کر اس کو طوق خلافت پہنایا اور اس کے بعد وصال فرمایا ۔ یہ میرا باپ ہی تھا جب مذہب اسلام کی رسی ہلنے لگی تو اس نے دونوں سرے تھام لیے ارتداد کا خاتمہ کیا، یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی۔ ہاں اس وقت میں سوالیہ نشان بن گئی ہوں کیونکہ فوج لے کر نکلی ہوں میرا مقصد گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لئے کہہ رہی ہوں۔ عطاء بن ابی لبابہ جن کو متعدد صحابہؓ کے شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہے وہ کہتے ہیں: حضرت عائشہؓ سب سے زیادہ فقیہ ،سب سے زیادہ عالمہ، خوش اخلاق، اور صاحب رائے تھیں۔

آپ کے امتیازی اوصاف میں سے ایک نمایاں وصف دلیری ہے آپ اس قدر دلیر تھیں کہ ایک موقع پر آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے جہاد میں شرکت کی تمنّا کی آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ آپ کبھی کبھی رات کے سنّاٹے میں تنہا جنّت البقیع کی طرف چلی جاتیں غزوہ خندق کے موقع پر آپ کو اس قلعے میں رکھا گیا جس میں عورتوں اور بچوں کو رکھا گیا تھا، احد میں جب مسلمانوں کو شکست اور جان نثاروں کی شہادت یعنی دہرے غم کا سامنا کرنا پڑا تو آپؓ اس مشکل حالت میں زخمیوں کی مرہم پٹی میں پیش پیش رہیں۔ عربوں کا ایک خاص وصف شاعری ہے اس معاشرہ کا بچہ بچہ شاعر ہوتا تھا وہ اس پر فخر کرتے تھے اور شعر نہ کہنے کو عیب سمجھا جاتا تھا یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاعری ان کے رگ وپے میں سرایت کر چکی تھی۔ اسلامی تعلیمات میں شعر و شاعری کو اگر پسند تو نہیں کیا گیا تو بالکل ممنوع بھی قرار دیا کیونکہ قرآن کریم میں ان کے محاورں اور الفاظ کو بکثرت استعمال کیا گیا ہے جس کے لیے عربی ادب ااور اس کی باریکیوں سے خبر داری نہایت ضروری ہے اس کی اہمیت سے قرآنی علوم سے وابستہ افراد بخوبی واقف ہیں کہ قرن کریم کے سمجھنے کے لئے عربی ادب سے واقفیت کس قدر ضروری ہے اس لئے آپ شاعری سے بھی خاصا شغف رکھتی تھیں کبھی کبھی حالات کے مطابق برجُستہ شعر پڑھنا شروع کر دیتی تھیں جو موقع اور محل کے مطابق ہوتا تھا۔

خلاصہ بحث

حضرت عائشہؓ جامع صفات کمالیہ تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہی نہیں بلکہ محبوب

زوجہ تھیں جن سے نکاح کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا اور جبرائیل امین ریشمی کپڑے میں لپٹی تصویر آپ کے پاس لائے۔ زہد، تقویٰ، فیاضی اور پاکدامنی میں آپ بے مثال تھیں، سورۃ نور کی سترہ آیات میں آپ کی تطہیر کو بیان کیا گیا، آپ ﷺ کے قرب اور تربیت کی وجہ سے آپؓ کا شمار اسلام کی معروف اور معتبر شخصیات میں ہوتا ہے۔ علمی تعمّق آپ کا امتیازی وصف ہے یہی وجہ ہے کہ مشکلات میں پھنسنے کے بعد کبار صحابہ کرام اس کا حل تلاش کرنے کے لئے آپ کے در پر نظر آئے آپ کی اس حیثیت کو دنیا کے دانشوروں نے تسلیم کیا ہے۔ آپ قرآن و حدیث، فقہ، شاعری، علم الانساب، تاریخ عرب و اسلام، علم الکلام، اور شاعری پر مکمل گرفت رکھتی تھیں۔ اسلام کی چودہ سالہ تاریخ میں کوئی خاتون آپ کی علمیت میں عشر عشیر نہیں جبکہ مردوں سے آپ کا علمی موازنہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام سے کیا جاتا ہے چوتھائی یا نصف علم آپ کی وساطت سے اُمّت مسلمہ تک پہنچا۔ آپ مسلمانان عالم بالخصوص عورتوں کیلئے مشعل راہ ہیں۔

آپؓ اجتہادانہ ذوق رکھتی تھیں۔ آپ سے جب بھی کسی چیز کے بارے سوال کیا گیا تو اس کے ثبوت یا رد کے لیے قرآنی آیات رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے ساتھ ساتھ عقلی استدلال کیا ہے جس کی مثالیں موجود ہیں۔

عربی ادب پر بھی خوب دسترس رکھتی تھیں اس لئے موقع اور محل کی مناسبت سے عربی اشعار سے بھی استدلال کرتی تھی۔ یہ سب چیزیں آپ کو والدین کی تربیت اور نبی کریم ﷺ کی صحبت سے میسر ہوئیں۔ آپ کی جامع شخصیت سے مستشرقین کے تعدد ازواج والے اعتراض کی قلعی بھی خوب کھلتی ہے جس کو بنیاد بنا کر آپ ﷺ کی شخصیت کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش عرصہ دراز سے کی جاتی ہے کہ نکاحوں کی غرض خواہشات کی تکمیل نہیں بلکہ عورتوں کی راہنمائی، حضور ﷺ کی گھریلو زندگی کی حفاظت اور تبلیغ مقصود تھی جس کی حقیقت کسی ذی شعور سے مخفی نہیں اس کے باوجود اس کے طرح کے بے جا اعتراضات کا تسلسل مستشرقین کی نفرت اور تعصّب کا بیّن ثبوت ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ان سے متاثر ہو کر اب کچھ نام نہاد مسلمان بھی اس روِش کو اپنا چکے ہیں اور سادہ لوح مسلمانون کو بہکانے کی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھا رہے ہیں جو انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ان سب کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ آپ کی زندگی مسلمان عورتوں کے لیے ایک نمونہ ہے جسے اپنا کر کامیابی کی طرف گامزن ہو سکتی ہیں۔ آپ کی زندگی کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اسلام کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کے لیے عورتوں کی تعلیم پر پابندی کا راگ الاپتے ہیں کہ اسلام عورتوں کی تعلیم پر توجہ نہیں دیتا اسے گھر رہنے کا پابند بناتا ہے ان مُعترضین کے لیے آپ کی زندگی ایک مثال ہے اگر اس بات میں حقیقت ہوتی تو حضرت عائشہ اس مقام تک کس طرح پہنچتیں کہ وہ مردوں کی رہنمائی کرتیں۔

حواشی و حوالہ جات

[1] William Mayor, Life of Muhammad, London,1872, P.292.

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ: جلد12، مطبوعہ لاہور، 1964، صفحہ 712

[3] William Mayor, Life of Muhammad, London,1872, P.294. ۔

[4] ۔امام ترمذی: السنن الترمذی، کتاب المناقب، باب63: باب من فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، جلد3 صفحہ 575/576/ 3883

[5] ابن سعد: طبقات ابن سعد، جلد : 2/ 374

[6] طبقات الاصفیاء، جلد2 صفحہ 50/49،

[7] امام الحافظ الذھبی: سیر اعلام النبلا، جلد ۔ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان، 1413ھ، صفحہ، 185۔

[8] امام احمد بن حنبل: مسند احمد، مسند عائشہ، جلد9، مطبوعہ لاہور۔ الرقم الحدیث 5386۔

[9] امام ابن الجوزی: صفۃ الصفوۃ، جلد2 صفحہ 33

[10] محمد ادریس کاندھلوی: سیرت المصطفیٰ، جلد2 مطبوعہ لاہور، صفحہ 281۔

[11] لحافظ الذھبی: سیر اعلام النبلا، جلد2، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان، 1413ھ۔ صفحہ 187

[12] بنی اسرایل : 2

[13] ایم رفیق، تاریخ اسلام، لاہور، 2014، صفحہ نمر 372

[14] سید سلیمان ندوی: سیرت عائشہ،، مطبوعہ لاہور 2010 ، صفحہ 123